سردار تاشقین نواز

سلسلۂ شطاریہ

اس طریقۂ تصوف یعنی سلسلۂ شطاریہ کو درحقیقت عہد وسطی میں صحیح معنوں میں فروغ حاصل ہوا اسے شیخ بایزید بسطامیؒ سے منسوب کیا جاتا ہے اس سلسلے کے لوگ اپنے آپ کو شطاری اس وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ طریقت اور سلوک میں دوسرے سلسلے کے لوگوں سے زیادہ تیز اور سرگرم (شطار) ہوتے ہیں. شمالی بہار وہ مقام ہے جہاں اس سلسلے نے سب سے پہلے قدم جمائے ۔ وہیں اس سلسلۂ طریقت میں کئی مقامی رسوم و رواج داخل ہو گئے۔ شیخ عبداللہ شطاریؒ وہ پہلے بزرگ تھے جنھوں نے شمالی ہندوستان میں اس سلسلۂ تصوف کو جاری کیا۔ وہ اپنے مرشد کے حکم کے مطابق ایران سے ہندوستان آئے تھے۔ شطاریوں کی روایات کے مطابق وہ پانچ واسطوں سے حضرت شہاب الدین سہروردیؒ کی اولاد ہیں جب کہ وہ سات واسطوں سے حضرت بایزید بسطامیؒ کے مرید تھے۔

یہ سلسلہ روم میں بسطامیہ اور ایران و توران میں عشقیہ کے نام سے معروف ہے لیکن پاکستان و ہندوستان میں اس سلسلے نے شطاریہ کے نام سے شہرت حاصل کی۔ صاحب مآثر الامراء اس سلسلے کے بارے میں یوں رقم طراز ہیں کہ سلسلۂ شطاریہ سلطان العارفین بایزید بسطامیؒ تک پہنچتا ہے۔ اس لیے روم میں یہ خاندان "بسطامیہ" مشہور تھے چوں کہ اسی سلسلے کی ایک شاخ سے شیخ ابوالحسن عشقیؒ ہیں۔ اس لیے ایران و توران میں یہ سلسلہ "عشقیہ" کہلاتا ہے اور اس سلسلے کے بزرگوں کو شطاری اس وجہ سے کہتے ہیں کہ دوسرے مشائخ کے مقابلے میں یہ لوگ سلسلۂ سلوک میں زیادہ تیز اور پرجوش ہیں [1]

---

[1]۔ شاہنواز خاں۔ مآثر الامراء (اردو) مطبوعہ لاہور: ۱۹۶۹ء، ج ۲، ص ۵۸۷

اسی سلسلے کے بارے میں پروفیسر محمد مسعود احمد لکھتے ہیں کہ شیخ ابو یزید طیفور ابن عیسی ابن آدم بسطامیؒ (۸۷۳ء/۲۶۰ھ) سلسلہ شطاریہ کے پیشوا ہیں۔ اس سلسلے کو ایران میں عشقیہ کہتے ہیں روم میں بسطامیہ اور پاک و ہند میں شطاریہ کہتے ہیں نویں صدی ہجری (پندرھویں صدی عیسوی) کے آخر میں شاہ عبداللہؒ (م ۱۴۸۵ء/۸۹۰ھ) ایران سے ہندوستان آئے اور اس سلسلے کو پھیلایا شیخ موصوف پانچ واسطوں سے شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کی اولاد میں سے ہیں اور سات واسطوں سے حضرت بایزید بسطامیؒ (م ۸۷۳ء/۲۶۰ھ) سے بیعت ہیں۔ ۲؎

شاہ ولی اللہؒ کہتے ہیں طریقۂ شطاریہ کی اس ملک میں بھی ایک جہت ہے شیخ محمد غوث گوالیاریؒ سے اور فی الحقیقت شیخ محمد غوث گوالیاریؒ سے پہلے کچھ اس طریقے کی شہرت تھی اور ہندوستان میں جو پہلے ہوا عبداللہ شطاریؒ سے ہوا اور جس نے پہلے یہ طریقہ جاری کیا وہ شیخ خدا قلی ماوراء النہریؒ ہیں۔ ۳؎

عبدالصمد صارم اس سلسلے کے بارے میں یوں رقم طراز ہیں کہ بعض نے ان سلاسل کی شاخیں اس طرح لکھی ہیں: (۱) قادریہ - یہ غوث الاعظم سے ہے۔ (۲) لیسویہ - یہ شیخ احمد لیسوی سے ہے (۳) نقشبندیہ - یہ خواجہ بہاء الدین نقشبند سے ہے۔ (۴) نوریہ - یہ شیخ ابوالحسن نوری سے ہے (۵) خضرویہ - شیخ احمد خضرویہؒ سے (۶) شطاریہ، عشقیہ - شیخ عبداللہ شطاریؒ سے ۴؎

قرون وسطی میں اس سلسلے کے بزرگوں نے اس کو گجرات، مدھیہ پردیش، بہار، کاٹھیاواڑ انڈونیشیا، ملائشیا اور حرمین شریفین میں بہت فروغ دیا اور انھوں نے تصوف پر بہت سی بلند پایہ کتابیں بھی تحریر کیں۔ لیکن اس کے باوجود اس سلسلے کے بارے میں ہماری معلومات بہت کم ہیں بلکہ نہ ہونے کے برابر ہیں۔ شطار کی وجہ تسمیہ کے بارے میں کسی نے کچھ نہیں لکھا ہے۔ البتہ شاہ عبداللہ شطاریؒ کا ایک رسالہ لطائف غیبیہ ہے جس کی فصل ثانی میں انھوں نے اس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں لکھا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ خداشناسان امت محمدی اور پیروان مذہب احمدی علی صاحبہا

۲؎: محمد مسعود احمد - شاہ محمد غوث گوالیاریؒ، مطبوعہ میرپور خاص: ۱۹۶۴ء، ص ۷۰

۳؎ شاہ ولی اللہ دہلویؒ - الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ (اردو) لائل پور سال طباعت نامعلوم ص ۱۵۶

۴؎:- عبدالصمد صارم الازہری - تاریخ تصوف - مطبوعہ لاہور: ۱۹۶۹ء، ص ۱۰۶

الصلوٰۃ والسلام سلوک میں تین مشرب پر منقسم ہیں۔ (۱) اخیار (۲) ابرار (۳) شطار ان میں سے ہر گروہ ورد، ذکر، شغل، فکر، کشف اور قرب جدا جدا رکھتا ہے اور اپنے اپنے خاص طریقے کے بموجب صاحب استعداد کامل ہے لہذا مناسب یہ ہے کہ عُلَمَآءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَآءِ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ۔ (ترجمہ: میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیا کی مثل ہیں) کے مطابق فرق اور عدم فرق کی رعایت اس گروہ کے بارے میں اس طرح کی جائے کہ جس طرح انبیا علیہم السلام کے بارے میں فرق اور عدم فرق کی نسبت قرآن شریف میں مذکور ہے یعنی ان کی نسبت اعتقاد اور ولایت کے اقرار میں تفاوت اور اختلاف کو دخل نہ دیا جائے اور جو حکم رسولوں کے ایمان کی نسبت لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ (ہم خدا کے پیغمبروں میں کسی ایک کو (بھی) جدا نہیں سمجھتے یعنی سب کو مانتے ہیں اس پر قیاس کیا جائے تاکہ شریعت کا ایسا ایمان حاصل ہو جو طریقت کے وصف کے ساتھ موصوف ہو جس طرح انبیائے کرام کے زمرے میں قرب، وحی، کتاب، معجزات، نسخ، عدم نسخ، اولوالعزمی، امت کی کثرت و قلت اور تیز گروہ انبیائے بنی اسرائیل سے مشابہ ہے، لہذا اس طرح اس گروہ کے اندر بھی افضلیت، سرعت سیر، بطور سیر، ریاضت اور اعتبار سے سلوک میں عالم آخرت کی طرف سمجھی جائے اور احوال، درجات، مقامات اور خطابات کے اعتبار سے اعیان ثابتہ (صور علمیہ) کے بموجب من جانب مبداء سمجھی جائے۔ آیۂ کریمہ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ ؕ (یہ پیغمبر جو ہم نے بھیجے ہیں ان میں بعض کو بعض پر برتری دی) کے اشارے سے جو معنی ذہن میں آتے ہیں اس کے موافق اس مقام سے یہ بات خیال میں آتی ہے کہ اس لقب کی خصوصیت منازل طریقت کے طے کرنے میں تیز روی کے اعتبار سے ہے۔ اَلْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰہِ اور اس سلسلے کے بعض اصحاب اور نیز دوسرے لوگ نعت کی وضع پر نظر کر کے مذکورہ بالا طریقے سے جو اس لقب کی وجہ پیدا کرتے ہیں یا اقرب بہ صواب ہے۔ ؎۵ اس مشرب کے بعض اکابر یہ بھی کہتے ہیں کہ جو اولیاء اللہ اس دار فانی سے کوچ کر چکے ہیں، یہ گروہ ان بزرگوں کی ارواح سے فیض حاصل کرتا، پروان چڑھتا اور پرورش پاتا ہے بجائے اس کے وہ جسمانی طور پر ان بزرگوں کی ملازمت اور مصاحبت کریں۔ چوں کہ یہ لوگ اس طرح فیض حاصل کرتے ہیں، اس وجہ سے بھی ان کو شطار کا لقب دیا گیا ہے۔

؎۵ محمد غوثی شطاری۔ گلزار ابرار (اردو) مطبوعہ لاہور: ۱۳۹۵ھ، ص ۲۸۶ - ۲۸۵

پنجاب یونیورسٹی کے شائع کردہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ میں "شطّاریہ" کے عنوان سے مارگولیتھ کا لکھا ہوا ایک مختصر سا شذرہ شامل ہے جو کہ غالباً نصف صدی قبل لکھا گیا تھا اس شذرے میں شطّاریوں کے بارے میں سطحی سی باتیں لکھی گئیں ہیں۔ [۴۶] مارگولیتھ کے مطابق صوفیہ کا ایک سلسلہ جو منجملہ ان چھ سلسلوں کے جن کی فہرست قسطنطنیہ کے درویشوں کی مجلس اعلیٰ نے S. Anderson کے لیے مہیا کی، اسے مذہب شُطّار یا اَشطّار کہا گیا ہے چونکہ اولیائے کرام کے تاریخی تذکروں میں شطّار نامی کسی شخص کا کوئی ذکر نہیں ملتا، اس لیے سابق تلفظ (شطّار) ہی صحیح معلوم ہوتا ہے جو شاطر کی جمع ہے جس کے معنی Red House کے قول کے مطابق "وہ صوفی جو علائق دینوی سے کاملاً قطع تعلق کر چکا ہو" اگرچہ سامی پاشا اس مفہوم کو تسلیم نہیں کرتا [۴۷] اس کے بعد فاضل مقالہ نگار نے اس سلسلے کی تعلیمات کا ذکر کیا ہے اور اس سلسلے کے بارے میں یا اس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں کوئی خاص تفصیل مہیا نہیں کی۔ اس وجہ سے ہم اس شذرے کو شطّاریوں کے بارے میں کوئی اہم درجہ نہیں دے سکتے۔

شیخ محمد اکرام نے بھی اپنی تصنیف "رود کوثر" میں اس سلسلۂ طریقت اور اس کے بزرگوں کے بارے میں تحریر کیا ہے۔ شیخ محمد اکرام اس بارے میں یوں رقم طراز ہیں کہ یہ لوگ اپنے آپ کو شطّاری اس وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ سلوک اور طریقت میں دوسرے سلسلوں کے بزرگوں سے زیادہ تیز اور سرگرم (شطّار) ہوتے ہیں۔ یہ لوگ جنگلوں میں رہ کر سخت ریاضتیں کرتے تھے اور ان سے غیر معمولی افعال و تصرفات منسوب کیے جاتے تھے۔ [۴۸] یہاں میں دوبارہ مارگولیتھ کے قول کا ذکر کردوں گا کہ شاطر اس صوفی کو کہتے ہیں جو علائق دینوی سے کاملاً قطع تعلق کر چکا ہو۔ وہ لکھتا ہے کہ یہ لوگ نفی کو غیر ضروری سمجھ کر ترک کر دیتے ہیں اور اثبات سے غرض رکھتے ہیں۔ ان کی یہ رائے ہے کہ نفس کی طرف متوجہ ہونا محض تضیع اوقات ہے۔ اس سلسلے سے وابستہ صوفی کبھی شکوہ و شکایت زبان پر نہیں لاتے۔ انھیں جو مل جاتا ہے کھا لیتے ہیں اور ہر وقت منعم حقیقی پر نظر رکھتے ہیں۔ توحید کے بارے میں ان کی رائے یہ ہے کہ

---

[۴۶] اردو دائرہ معارف اسلامیہ مطبوعہ پنجاب یونیورسٹی، لاہور۔ ج ۱۱، ص ۴۳۷

[۴۷] اردو دائرہ معارف اسلامیہ مطبوعہ پنجاب یونیورسٹی لاہور۔ ج ۱۱، ص ۴۴۷

[۴۸] شیخ محمد اکرام۔ رود کوثر۔ مطبوعہ لاہور: ۱۹۶۸ء، ص ۳۵

توحید ایک سمجھنا، ایک کہنا، ایک دیکھنا اور ایک ہونا ہے۔ [۹]

امام الدین احمد کہتے ہیں کہ لفظ شطار نے شیخ عبداللہ شطاریؒ سے شہرت پائی۔ جب آپ نے ریاضت و مجاہدہ و اشغال و افکار۔ شطاریہ سے فراغت پائی، آپ نے پیر سے شطار لقب پایا، اور اس سلسلے کا نام اس روز سے شطار ہو گیا۔ شطار یعنی جلد رو ہے [۱۰]

مفتی غلام سرور لکھتے ہیں کہ سلسلۂ طیفوریہ میں جو شخص سب سے پہلے شطاریہ طریقت پر اٹھا وہ حضرت شیخ عبداللہ تھے۔ شطار اصطلاح میں تیز رو کو کہتے ہیں، مگر صوفیا میں اس شخص کو شطار کہا جاتا ہے جو فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے رتبے عالیہ کو حاصل کرے۔ حضرت شیخ عبداللہؒ ریاضت اور مجاہدات میں کما حقہ کمال حاصل کر چکے تو آپ کو شطاری کہا جانے لگا۔ سب سے پہلے حضرت شیخ محمدؒ نے آپ کو شطاری کے خطاب سے مخاطب فرمایا۔ [۱۱]

سید اختر نے لکھا ہے کہ چشتیہ، سہروردیہ، قادریہ، فردوسیہ، مداریہ، شطاریہ سلسلوں کے صوفیائے کرام بہار میں موجود تھے اور ان کے فیوض و برکات سے یہاں کی سرزمین سیراب ہوتی رہی۔ حضرت تاج فقیہ کے فرزند جناب اسمٰعیلؒ کا سلسلہ شمالی بہار میں خوب پھیلا۔ صوبہ بہار کے شطاریہ صوفی آپ ہی کے سلسلے سے ہیں۔ [۱۲]

سید اطہر عباس رضوی نے لکھا ہے کہ پندرھویں صدی میں ہندوستان میں سلسلۂ شطاریہ کو عروج حاصل ہوا۔ اس سلسلے کے بزرگ وحدت الوجود کے زبردست پیروکار تھے۔ یہ بزرگ یوگیوں کی مانند سخت ریاضتیں کرتے اور یوگیوں کے اعمال کے مطالعہ کے بعد نہایت سنجیدگی سے ان پر عمل کرتے تھے۔ اس سلسلے میں ترقی کے امکانات بہت زیادہ تھے۔ [۱۳]

میں نہایت معذرت کے ساتھ یہ عرض کرنے کی جسارت کروں گا کہ شیخ محمد اکرام اور مارگولیتھ نے

۹؎ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، مطبوعہ پنجاب یونیورسٹی، لاہور ج ۱۱، ص ۵ - ۴۷۳

۱۰؎ سید امام الدین احمد۔ برکات الاولیاء۔ مطبوعہ دہلی: ۱۳۲۲ھ، ص ۵۲ ۔ ۱۱؎ غلام سرور لاہوری خزینۃ الاصفیا (اردو)۔ مطبوعہ لاہور:۔ ۱۹۸۳ء، ص ۲۸۵، ۱۲؎ سید اختر احمد اختر اورینوی۔ بہار میں اردو زبان کا ارتقا (۱۲۰۴ء تا ۱۸۵۷ء) مطبوعہ پٹنہ، ۱۹۵۷ء ص ۱۰۶،

شطاری سلسلے کے بزرگوں اور شطاریوں کی تصانیف دیکھنے کی زحمت نہیں کی اگر وہ ان تصانیف کو دیکھنے کی زحمت کرتے تو یقیناً اس سلسلے کے بارے میں انھیں بہت سی قابل قدر اور اچھی معلومات بدست آتیں۔ شیخ عبداللہ شطاری نے سب سے پہلے اس سلسلے کو شمالی ہندوستان میں متعارف کرایا۔ ان کے بعد روحانی حلقوں میں شیخ ظہور حاجی حضورؒ نے بہت نام پیدا کیا۔ حاجی حضورؒ کے نام کے بارے میں یہاں تذکرہ کرتا چلوں کہ عام اور سطحی قسم کے تذکروں میں شیخ ظہور کو "حاجی حضور" لکھا ہوا ملتا ہے ان کا لقب "حصور" ہے۔ حضور نہیں۔ قرآن مجید میں یہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی صفت بیان ہوئی ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔ سیّداً وحصُوراً ونبیّاً مِنَ الصّالِحِین [14]

شیخ ظہور کے بعد ان کے خلیفہ شیخ محمد غوث گوالیاریؒ نے اس سلسلے کو مقبول عام بنایا۔ شیخ نے تصوف کے موضوع پر چند اعلیٰ درجے کی کتابیں بھی تصنیف فرمائیں۔ ان میں جواہر خمسہ، اوراد غوثیہ اور بحرالحیاۃ اس موضوع پر نہایت اعلیٰ پائے کی تصانیف ہیں جن کے ذریعے سے شطاریوں کی تعلیمات اور ان کے طور طریقوں پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ بحرالحیاۃ دراصل "امرت کنڈ" نامی ویدانت اور تنتر ازم کے موضوع پر ایک سنسکرت کتاب کا فارسی ترجمہ ہے۔ اس میں شیخ موصوف نے اپنے روحانی تجربات بھی قلم بند کیے ہیں۔ اس کتاب کے ترجمے کا مقصد درحقیقت یہ تھا کہ مسلمانوں کو ویدانت سے روشناس کرایا جائے اور وہ تصوف اور ویدانت میں تطبیق کی کوشش کرنا ہے [15]

حضرت شاہ رکن الدینؒ جو کہ شطاری سلسلے کے ایک بہت نامور بزرگ ہو گزرے ہیں کہتے ہیں کہ شطاری کسی خانوادے کا نام نہیں ہے، بلکہ وہ تصوف کے چودہ خانوادوں سے بہرہ یاب ہیں، اس لیے شطاری مشرب کا نام ہے خانوادے کا نہیں۔ حضرت فرماتے ہیں کہ مشرب شطار میں ذکر جہر بھی ہے اور ذکر خفی بھی۔ اس طرح وہ ذکر اخفی بھی کرتے ہیں۔ شطاری اسم ذات کا ذکر بلند آواز سے کرتے ہیں۔ صوفیوں کے ہاں حدیث کی صحت کا کوئی خاص التزام نہیں کیا جاتا، وہ اپنی تائید میں ضعیف ترین احادیث بھی لے لیتے ہیں۔ بلکہ بسا اوقات وضع بھی کر لیتے ہیں۔ حضرت رکن الدینؒ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری ایام حیات

---

[14] پروفیسر محمد اسلم۔ ملفوظات شیخ وجیہہ الدین گجراتی کی تاریخی علمی اور سماجی اہمیت (مضمون) اورینٹل کالج میگزین فروری، مئی ۱۹۸۰ء حاشیہ بر ص ۸۔ [15] ایضاً

میں جبرئیل مشرب شطار لے کر نازل ہوئے اور انھوں نے حضورؐ کو اس کی تلقین کی۔ [16]

اعجاز الحق قدوسی نے بھی مشرب شطار کی وجہ تسمیہ بیان کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ شطار "ش" کے ضمہ اور "ط" کی تشدید کے ساتھ شاطر کی جمع ہے، جو مشتق ہے شطور سے، جس کے معنی ہیں، شوخی کرنا، بے باکی اختیار کرنا۔ شطار کے معنی ہیں دلیر اور وہ بے باک جو اپنی جان کو شعلۂ آتشِ عشق میں بے دھڑک ڈال دیں یا شمعِ محبت پر پروانہ وار جل جائیں۔

در سوزِ نازِ عشق چو عیاری رویم　　سر زیر پا نہادہ چوں شطاری رویم

اصطلاح تصوف میں شطار سالکین کی ہر وہ جماعت کہلاتی ہے کہ جس کی سیر بطریق جذبے کے ہو، چوں کہ شیخ سراج الدین عبداللہ شطاریؒ کے طریقے میں سالک کو ایسے اعمال میں مشغول کیا جاتا ہے کہ جس کی بنیاد پر وہ فی الفور جذبۂ الٰہی کا مورد ہوتا ہے اس لیے ان کے طریقے کو شطاریہ کے نام سے شہرت ہوئی۔ کشف اللغات میں ہے کہ شطاران کو اس وجہ سے کہتے ہیں کہ سالک ان کے طریقے میں طرفۃ العین میں حق تعالیٰ تک پہنچ جاتا ہے۔ [17]
یہ تو رائے تھی اعجاز الحق کی مشرب شطار کے بارے میں۔ آئیے اب دیکھیں کہ عبدالحق محدث دہلوی کی رائے مشرب شطار کے متعلق کیا ہے۔ محدث دہلوی اس بارے میں یوں رقم طراز ہیں کہ رسالہ شطاریہ میں شیخ بہاء الدینؒ نے لکھا ہے کہ اللہ تک رسائی کے اتنے ہی طریقے ہیں جتنے کے مخلوقات کی سانسیں ہیں، لیکن ان میں تین طریقے زیادہ مشہور ہیں، پہلا طریقہ اخیار اور اچھے لوگوں کا ہے اور وہ روزہ، نماز، تلاوت قرآن کریم، حج، اور جہاد ہے اس طریقے پر رہنے والے بہت عرصے تک عمل کرنے کے بعد تھوڑا سا مقصود حاصل کر پاتے ہیں دوسرا طریقہ مجاہدہ اور ریاضت کرنے والوں کا ہے۔ جو برے اخلاق کو تزکیۂ نفس و تصفیۂ قلب اور تجلیٔ روح میں تبدیل کر لیتے ہیں۔ یہ طریقہ پاکباز لوگوں کا ہے اور اس راہ میں چلنے والے اس راہ سے زیادہ اکثریت میں ہیں۔ تیسرا طریقہ شطاری ہے یہ ابتدا ہی میں اس مقام وصل تک پہنچ جاتے ہیں جہاں دوسروں کی انتہا میں بھی بمشکل رسائی ہوتی ہے، یہ طریقہ شطاریہ

---

[16] پروفیسر محمد اسلم ماہنامہ "المعارف" لاہور بابت اکتوبر ۱۹۸۲ء مضمون بعنوان "ملفوظات شاہ رکن الدینؒ کی تاریخی اہمیت"۔ ص ۲۸ - ۲۷ [17] اعجاز الحق قدوسی - تذکرہ صوفیائے پنجاب - مطبوعہ کراچی : - ۱۹۶۲ء حاشیہ بر صفحات ۷ - ۴۰۶۔

پہلے دونوں طریقوں کی بہ نسبت اللہ تک رسائی کا آسان اور نزدیک ترین راستہ ہے۔ [۱۸]
حضرت اشرف جہانگیر سمنانیؒ نے ایک مجلس میں حاضرین کو بتایا کہ مشرب شطار اگرچہ تصوف کے پرانے سلسلوں میں سے نہیں ہے لیکن اس سلسلے میں فائدے بڑے ہیں اور مقصد جلدی حل ہو جاتا ہے۔ شطاریوں کے ہاں اسم ذات کا ورد بہت فائدہ دیتا ہے اور وہ ایک سالک سے تین سال یہ ذکر کراتے ہیں اور اس کے بعد پھر اس کے فوائد اور ثمرات مرتب ہوتے ہیں۔ [۱۹] حضرت علی ہجویریؒ نے بھی اپنی تصنیف میں سلسلۂ شطاریہ کا ذکر کیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ متصوفین کے مسلک کے اعتبار سے بارہ فرقے ہیں۔ دو گروہ مردود ہیں اور دس گروہ مقبول بارگاہ ہیں۔ وہ بارہ فرقے یہ ہیں: -
(۱) محاسبیان (۲) قصاریان (۳) طیفوریان (۴) جنیدیان (۵) نوریان (۶) سہلیان (۷) حکیمان (۸) خرازیان (۹) حفیفیان (۱۰) شطاریان (۱۱) حلولیان (۱۲) حلاجیان، ان میں سے دس فرقے شطاری فرقے تک محققان اہل سنت وجماعت سے گزرے ہیں لیکن دو گروہ مردود ہیں [۲۰]

ابوالفضل نے بھی یہی بارہ سلاسل طریقت لکھے ہیں [۲۱] ابوالفضل کے مطابق اس کے والد نے بھی اس سلسلۂ طریقت کو دیگر سلاسل کے ہمراہ حاصل کیا تھا۔ [۲۲] جہاں اس نے دیگر سلاسل کا ذکر کیا ہے وہاں سلسلۂ شطاریہ کا کوئی ذکر نہیں لیکن یہاں یہ بات انتہائی اہمیت کی حامل ہے کہ آئین اکبری کے اردو ترجمے میں دسویں سلسلے کو شطاریہ لکھا گیا ہے [۲۳] جب کہ انگریزی ترجمے میں دسویں کو سیاریہ لکھا گیا ہے۔ [۲۴] اور صاحب ترجمہ نے دسویں جماعت کو سیارہ جلی قلم کے ساتھ تحریر

[۱۸] عبدالحق محدث دہلوی۔ اخبار الاخیار (اردو) مطبوعہ کراچی: ۱۹۶۳ء ص ۵۰ - ۲۴۹،

[۱۹] نظام غریب یمنی۔ لطائف اشرفی۔ مطبوعہ دہلی: ۱۲۹۸ھ، ص ۲۹۸، [۲۰] ابوالحسن سید علی بن عثمان ہجویریؒ کشف المحجوب (اردو) مطبوعہ لاہور: ۱۳۹۳ھ ص ۲۷۴، [۲۱] ابوالفضل۔ آئین اکبری (اردو) مطبوعہ لاہور: سن طباعت نامعلوم، ج ۲، ص ۳۱۸،

[۲۲] Jarrett, H.S. Ain-i-Akbari (English), Calcutta: 1984 Vol.III, P-486

[۲۳] ابوالفضل آئین اکبری (اردو)، ج ۲۰، ص ۳۱۸۔

[۲۴] JARRETT, H.S. Ain-i-AKBARI (English), Vol.III, P 389 -

کیا ہے [۲۵] جب کہ اردو ترجمے کے مطابق دسویں جماعت کو شطاریہ کے زیر عنوان ہی زیر بحث لایا گیا ہے۔

دسویں جماعت ابوالعباس شطاری کی تعلیم یافتہ و فیض یافتہ ہے۔ آپ کا نام قاسم ہے آپ احمد بن مبارک مروزی کے نواسے اور ابوبکر واسطی کے شاگرد ہیں آپ نے علوم ظاہرو باطن حاصل کیے اور اپنی خوش اعمالی سے اعلیٰ مراتب پر فائز ہوئے۔ ۳۴۲ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔ [۲۶]

اب انگریزی ترجمے کو دیکھیں تو یہی تفصیلات "فرقہ سیاریہ" کے زیر عنوان ملتی ہیں [۲۷]، دوسری طرف حضرت علی ہجویری نے جہاں سلاسل کی تفصیل لکھی ہے انھوں نے بھی دسویں جماعت کو "فرقہ سیاریہ" کو جلی قلم سے لکھا ہے۔ جب کہ تفصیل انھوں نے بھی مندرجہ بالا ہی لکھی ہے [۲۸] اس بارے میں یہی قیاس کیا جا سکتا ہے کہ ابتداً یہ سلسلہ "سیاریہ" کے نام سے منسوب تھا جو بعد میں "شطاریہ" کے نام سے مشہور ہوا۔

شطاری سلسلے کے پیروکاروں کو شطاری اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ اس سلسلے کے مشائخ شاہراہ طریقت و سلوک میں دوسرے سلسلوں کے بزرگوں سے زیادہ تیز اور سرگرم ہوتے ہیں۔ چنانچہ اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ جو ان بزرگوں کا پہلا قدم ہوتا ہے وہ دوسرے سلسلوں کے مشائخ کا آخری قدم ہوتا ہے محمد غوثی لکھتے ہیں کہ مجھے کافی عرصے تک یہ بات پریشان کرتی رہی اور میں پریشان رہا جب اس سلسلے کے اشغال اور اذکار پر آگاہی ہوئی اور دوسرے گروہ کے صوفیوں کا سلوک ان کے برابر میں لا کر مقابلہ کیا تو سوائے اس کے کوئی تفاوت نظر نہیں آیا کہ شطاری مشرب میں صوفی اپنے تئیں عین ذات جان کر سیر کی ورسطر جی عالم تعینات میں مرکز خاک تک نزول کرتا ہے اور اس کے بعد جیسے نزول کیا تھا ویسے ہی عروج میں ہر منزل کی آئین چھوڑتا ہوا پھر عالم اللہ کو پہنچ جاتا ہے اور جمہور مشائخ کے طریقے میں یہ بات ہے کہ طالب اولاً درجہ بدرجہ عالم ناسوت سے صعودی سیر فرماتا ہوا اور وحدت

---

[۲۵] JARRETT, H.S. AIN-I-AKBARI (ENGLISH) VOL-III, P-393 -

[۲۶] ابوالفضل آئین اکبری (اردو) ۔ ج ۲، ص ۳۲۰

[۲۷] JARRETT, H.S. AIN-I-AKBARI (ENGLISH) VOL-III, P.393 -

[۲۸] ابوالحسن سید علی بن عثمان ہجویری "کشف المحجوب" (اردو)، ص ۴۴۱

وجود کے مرتبے تک ترقی کرتا ہے، اور پھر اس مقام سے تعینات کو قبول کرتا ہوا اور ہر ایک تعین میں اس کا رنگ لیتا ہوا عالم شہادت کی طرف چلا آتا ہے۔ [۲۹] اس سے یہ بات بھی سمجھ میں آتی ہے کہ اول قدم سے مراد سلوک کا آغاز ہے جب کہ آخری قدم سے مراد اس سیر کا انجام ہے۔

شیخ وجیہہ الدین علوی گجراتیؒ سلسلۂ شطاریہ کے بہت نامور بزرگ گزرے ہیں۔ ان کا شمار اپنے وقت کے بہت بلند پایہ علما میں ہوتا تھا اور انھوں نے بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔ شیخ محمد غوثؒ نے آپ کو چودہ سلسلوں میں بیعت کرنے کی اجازت دی تھی۔ لیکن وہ صرف سلسلۂ شطاریہ میں طالبان کو بیعت کیا کرتے تھے۔ ایک روز انھوں نے ایک مجلس میں فرمایا۔ سلوک شطاری از ہمہ سلوک اسہل واز ہمہ انفع، یعنی شطاری سلسلہ دوسرے تمام سلاسل سے آسان تر اور سب سے زیادہ نفع دینے والا ہے [۳۰] اسی طرح وہ فرمایا کرتے تھے کہ دوسرے سلاسل تصوف میں عظمت اور کرامات بہت ہیں اور شطاریہ سلسلے میں ترقی باطن بے شمار ہے [۳۱] ایک بار شیخ وجیہہ الدینؒ نے اپنے مرشد شیخ محمد غوثؒ سے کثرت صوم کی اجازت مانگی تو شیخ گوالیاری نے اجازت دینے سے انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ اس معاملے میں محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کرنی چاہیئے [۳۲] شیخ وجیہہ الدینؒ اپنے مریدوں کو کثرت صوم اور دوام صوم سے منع فرمایا کرتے تھے۔ ایک بار کسی شخص نے ان سے کہا کہ فلاں شخص روزے کثرت سے رکھتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ اپنے باطن سے بے خبر ہے [۳۳] ایک اور روایت ہے کہ ان کے ایک مرید نے ان سے دوام صوم کے بارے میں استفسار کیا تو شیخ نے فرمایا کہ اسے یہ سبق مغلوں سے سیکھنا چاہیئے وہ گھوڑے کو کثرت سے کھلاتے اور خوب دوڑاتے ہیں انھوں نے مرید سے کہا کہ نصف شب کی بیداری، ایام بیض، پیر اور جمعرات کے روزے اس کے لیے کافی ہیں۔ [۳۴]

---

[۲۹] محمد غوثی شطاری۔ گلزار ابرار (اردو) ص ۱۶۴ - ۱۶۳ [۳۰] پروفیسر محمد اسلم اورینٹل کالج میگزین فروری - مئی، ۱۹۸۰ء مضمون بعنوان "ملفوظات شیخ وجیہہ الدین گجراتی" کی تاریخی، علمی اور سماجی اہمیت"، ص ۱۰ [۳۱] ایضاً"، ص ۱۰ [۳۲] ایضاً ص ۱۱ [۳۳] ایضاً

[۳۴] پروفیسر محمد اسلم اورینٹل کالج میگزین فروری، مئی، ۱۹۸۰ء مضمون بعنوان ملفوظات شیخ وجیہہ الدینؒ کی تاریخی علمی اور سماجی اہمیت۔ ص ۱۱

ابوالفضل نے اس سلسلے کا ذکر (آئین اکبری، ARREBTT، ۳ : ۴۲۲) میں اس طرح کیا ہے کہ اس کے والد کے استاد اس سلسلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اگرچہ اس نے صوفی سلسلوں کی فہرست میں جو اس نے دی ہے ان کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ (کتاب مذکور، ص ۳۴۹ تا ۳۶۰) لیکن اس نے خیال ظاہر کیا ہے کہ ہندوستان میں اس سلسلے کا صدر مقام جون پور تھا۔ (کتاب مذکور، ص ۳۷۳)۔ صوفیا کی کتابوں میں اس سلسلے کا ذکر شاذونادر ہی آتا ہے۔ ۳۵ے

جیسا کہ ابتدائے مضمون میں عرض کر چکا ہوں اس سلسلے کو نویں صدی ہجری (پندرھویں صدی عیسوی) کے آخر میں شاہ عبداللہ شطاریؒ نے ایران سے آکر پاک و ہند میں پھیلایا۔ ان کی وفات کے بعد ان کے خلیفہ شیخ محمد علا، المعروف بہ شیخ قاضن شطاریؒ نے اس سلسلے کو پھیلایا۔ ان کا مرکز ضلع مظفر پور (بہار) کا جنوبی علاقہ تھا۔ ان کی وفات کے بعد ان کے بڑے بیٹے شیخ ابوالفتح ہدایت اللہ سرمستؒ نے سلسلۂ شطاریہ کی اشاعت کی۔ ان کا مزار حاجی پور بہار کے قریب ہے۔ شیخ موصوف کی وفات کے بعد ان کے خلیفہ شیخ ظہور حاجی حمید الدین حصورؒ نے اس سلسلے کی مزید اشاعت و ترویج کی۔ وہ ضلع سارنگ پور (بہار) میں رتن سرائے میں مدفون ہیں۔

شیخ حاجی حمید الدین حصور کی وفات کے بعد ان کے خلیفۂ اکبر شیخ محمد غوث گوالیاریؒ سے سلسلہ شطاریہ کی صحیح معنوں میں اشاعت ہوئی۔ برصغیر پاک و ہند میں اس سلسلے کی اشاعت شیخ محمد غوثؒ ہی کی رہین منت ہے۔ شاہ و گدا سب نے ان سے فیض حاصل کیا۔ ظہیر الدین محمد بابر، نصیر الدین محمد ہمایوں اور جلال الدین محمد اکبر کو ان سے خاص عقیدت تھی۔ نور الدین محمد جہاں گیر نے بھی بڑے احترام سے ان کا ذکر کیا ہے۔ ۳۶ے ہندوستان کے ہر حصے میں ان کے خلفا و مریدین پھیلے ہوئے تھے۔ چنانچہ آگرہ، دہلی، برہان پور، بڑودہ، احمد آباد، سنبھل، اجمیر، سرہند، کالپی، بیجاپور، اجین، سارنگ پور وغیرہ میں ان کے بے شمار مرید تھے۔ ۳۷ے

شاہ وجیہہ الدین گجراتیؒ نے جو اپنے وقت کے نامور بزرگوں میں شمار ہوتے تھے، شیخ محمد

۳۵ے - اردو دائرہ معارف اسلامیہ، مطبوعہ پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ج ۱۱، ص ۴۴۲

۳۶ے محمد مسعود احمد - شاہ محمد غوث گوالیاریؒ - ص ۷ ۳۷ے ایضاً

غوث گوالیاریؒ کے اجلۂ خلفا میں سے تھے۔ ان کے ذریعے بھی اس سلسلۂ تصوّف کو بہت فروغ حاصل ہوا۔ ان کے مرید شیخ صبغت اللہ بھڑوچیؒ نے سلسلۂ شطّاریہ کو سرزمین حجاز میں پھیلایا جب کہ ان کے ایک مرید شیخ احمد قشاشیؒ اور ان کے جانشین ملّا ابراہیم القرالی کی وساطت سے یہ سلسلہ جزائر انڈونیشیا اور خاص طور پر جاوا اور سماٹرہ وغیرہ میں پھیلا [۳۸]۔ شیخ علی قوام جون پوری خلیفہ شیخ عبدالقدوس نظام آبادیؒ نے بھی سلسلۂ شطاریہ کی اشاعت کی۔ شیخ عبدالقدوسؒ شیخ حافظؒ کے خلیفہ تھے اور وہ شیخ عبداللہ شطاریؒ کے خلیفہ تھے۔ اس طرح پاک و ہند میں شطاریہ سلسلے کی دو شاخوں سے اشاعت ہوئی۔ ایک شیخ علی قوام جون پوری کے ذریعے سے، شاید اسی وجہ سے ابوالفضل کا خیال ہے کہ ہندوستان میں اس سلسلے کا صدر مقام جون پور تھا [۳۹]۔ دوسری طرف شاہ محمد غوث گوالیاریؒ کے ذریعے سلسلہ شطّاریہ کا کافی عرصے تک اثر و نفوذ رہا۔ چنانچہ امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اس سلسلے کے اشغال و اذکار اپنے اساتذہ گرامی شیخ ابو طاہر مدنی اور حاجی محمد سعید [۴۰] لاہوری سے سیکھے تھے۔ شاہ ولی اللہؒ نے اس کا مفصل ذکر کیا ہے۔ [۴۱]

اس سلسلے کے ایک اور نامور بزرگ شیخ لشکر محمد عارفؒ تھے جو کہ شیخ محمد غوثؒ کے اجلا خلفاء میں شمار کیے جاتے ہیں۔ انھوں نے بھی گجرات میں مرشد کے ارشاد کی تعمیل میں رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رکھا۔ شیخ عیسٰی جنداللہ بھی اسی سلسلے کے بہت نامور بزرگوں میں سے تھے اور شیخ لشکر محمد عارفؒ کے خلیفہ تھے۔ ان کا اصل وطن سندھ تھا، مگر بعد میں ہجرت کر کے برہان پور جا کر آباد ہوئے اور وہاں درس و تدریس اور رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری کیا۔ شاہ محمد غوثؒ کے خلفا اور مریدین ہر سو پھیلے ہوئے تھے۔ گوالیار میں ان کے فرزند شیخ عبداللہ مسند نشین ہوئے جب کہ شیخ مبارکؒ اور شیخ بدیع الزمانؒ سمرقندی بھی یہیں مقیم تھے۔ اکبرآباد میں شیخ محمد غوثؒ کے دوسرے

---

[۳۸] محمد مسعود احمد۔ شاہ محمد غوث گوالیاریؒ۔ ص ۸

[۳۹] اردو دائرہ معارف اسلامیہ مطبوعہ پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ج ۱۱، ص ۴ ۳ ۷

[۴۰] حاجی صاحب کا مدفن بنک اسکوائر لاہور میں تا حال موجود ہے۔

[۴۱] ملاحظہ ہو شاہ ولی اللہ کی تصنیف الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ (اردو) ص ۷ ۱۵۔

فرزند شیخ نورالدین ضیاء اللہ مسند نشین تھے اور شیخ عبداللہ صوفیؒ کا قیام بھی اکبرآباد ہی میں تھا۔ برہان پور (خاندیس) میں شیخ اکمل الدین برہان اور سراج محمد بنیانی شیخ لشکر محمد عارفؒ کے ہمراہ سلسلۂ شطاریہ کی اشاعت کر رہے تھے۔ بڑودہ میں شیخ صدرالدین محمد شمس ذاکرؒ اور شیخ حبیب شطاریؒ کے چشمۂ فیض سے مخلوق خدا فیض یاب ہو رہی تھی۔ احمدآباد میں شیخ محمد غوث کے دو صاحبزادگان شیخ اویسؒ اور شیخ اسماعیل رونق افروز تھے۔ شیخ محمد غوث کے خلفائے کبار شیخ وجیہہ الدینؒ اور شیخ علی شیر بنگالیؒ لوگوں کو مستفیض فرما رہے تھے۔ سنبھل میں شیخ محمد عاشق، اجمیر میں مولانا ابوالفتاح ناگوری، سرہند میں شیخ محمد جمالیؒ، کالپی میں شیخ جلال الدین بدولی میں شیخ جیو، عبدالحیؒ، بیجاپور میں شیخ شمس الدین شیرازی، اجین (مالوہ) میں شیخ احمد متوکل اور شاہ عالمؒ سارنگ پور میں شیخ منجھن، غرض تمام اطراف واکناف ہند میں ان کے خلفا پھیلے ہوئے تھے اور شطاریہ سلسلے کی اشاعت میں مشغول تھے۔ ۴۲ے

سلسلہ شطاریہ کو پنجاب میں بھی فروغ حاصل ہوا، اور اس سلسلے کے بہت سے نامور بزرگ ہو گزرے ہیں، جنھوں نے سلسلہ شطاریہ کی پنجاب میں ترویج و اشاعت کی۔

سیّد ابو تراب المعروف شاہ گدا حسینی شطاریؒ یہ شیراز کے رہنے والے تھے اور وہاں سے ہندوستان آئے اور گجرات میں شیخ وجیہہ الدینؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شیخ گجراتی کی وفات کے بعد شاہ گدائے لاہور آ کر سکونت اختیار کی۔ ۴۳ے اور اس سلسلۂ تصوف کو فروغ دیا۔ ان کا مزار گڑھی شاہو (ریلوے کالونی) نزد برٹ انسٹیٹیوٹ میں ہے۔ شاہ رضا قادری شطاری لاہوری بزرگان لاہور میں نمایاں حیثیت رکھتے تھے وہ صاحب علم و عمل اور جامع شریعت و طریقت تھے۔ دعوت اسمائے الٰہی میں ان کا حکم قطعی سمجھا جاتا تھا ۴۴ے ان کا مدفن ٹبی بازار پولیس اسٹیشن کے قریب جج محمد لطیف سٹریٹ میں ہے۔ شاہ عنایت قادری شطاریؒ جو شاہ عنایت کے نام سے مشہور و معروف تھے، شاہ رضا قادری کے خلیفہ تھے وہ شاہ رضا قادریؒ کے خلفا میں

۴۲ے محمد مسعود احمد۔ شاہ محمد غوث گوالیاریؒ ص ۱۵۳ ۴۳ے غلام سرور لاہوری حدیقۃ الاولیا (اردو) مطبوعہ لاہور: ۱۹۷۶ء، ص ۱۹۷
۴۴ے الیضاً۔ ص ۶۳-۶۱

سے صاحبِ مراتب عظیم اور جامع علوم ظاہری و باطنی تھے [45] وہ قصور کے رہنے والے تھے مگر والیٔ قصور کے ساتھ رنجش کی وجہ سے لاہور آ کر سکونت اختیار کر لی تھی۔ ان کی اولاد اب بھی لاہور میں موجود ہے۔ شیخ فتح شاہ شطاریؒ لاہوریؒ شاہ لطیف برہان پوری کے خلفاء میں سے تھے۔ وہ اپنے مرشد کے حکم کے مطابق لاہور تشریف لائے اور یہاں رشد و ہدایت میں مصروف ہو گئے۔ یہ بزرگ صاحبِ مقامات بلند اور مدارج ارجمند تھے۔ وہ لاہور میں مدفون ہیں [46]۔ اس سلسلہ تصوف کے جس بزرگ نے سب سے زیادہ شہرت و ناموری حاصل کی وہ پنجابی زبان کے مشہور صوفی شاعر سیّد بلھے شاہ قادری شطاری قصوریؒ ہیں۔ وہ سادات عظام سے تھے شاہ عنایت قادریؒ کے مرید و خلیفہ تھے، وطن قصور تھا اپنے زمانے کے عالم و فاضل، عابد و زاہد، عارف کامل اور شاعر بے بدل تھے [47] پنجابی زبان میں ان کا کلام (کافیاں) زبان زد خاص و عام ہے، تمام کلام موحدانہ اور عارفانہ ہے اور اپنے اندر ایک عجیب لذّت و تاثیر رکھتا ہے [48] آپ کا مزار شہر قصور میں ہے۔

یہ مختصر سا تذکرہ ان بزرگوں کا ہے جن کی وجہ سے یہ سلسلۂ تصوف (شطاریہ) پنجاب میں متعارف ہوا۔ اور پھر ان بزرگوں کی تبلیغ و اشاعت سے اس سلسلے کو یہاں فروغ حاصل ہوا۔

یہ تو تھا مختصر تذکرہ ان بزرگوں علما اور صوفیا کا جنھوں نے سلسلۂ شطاریہ کو برصغیر پاک و ہند کی سرزمین سے باہر یعنی سرزمین حجاز، انڈونیشیا اور خاص طور پر جاوا اور سماٹرا میں پھیلایا۔ ان بزرگوں کے حالات اور ان کی اس سلسلے کی ترویج و اشاعت اور علمی اور مقام ولایت پر ہم اگلے ابواب میں بحث کریں گے۔ یہاں ہمارا مقصود یہ ہے کہ مختصراً ان علاقوں کی تفصیل فراہم کریں کہ جہاں جہاں یہ سلسلۂ تصوف پہنچا اور ساتھ ہی ساتھ ان بزرگوں کا بھی جنھوں نے اس سلسلے کو ان علاقوں میں

---

[45] غلام سرور لاہوری حدیقۃ الاولیاء (اردو) مطبوعہ لاہور: ۱۹۷۶ء ص ۱۹۷،

[46] اب آپ کے مدفن کا نشان موجود نہیں ہے۔

[47] غلام سرور لاہوری خزینۃ الاصفیاء (اردو) ص ۳۱۳ [48] ایضاً۔

فروغ دیا۔ اس کی مختصر تفصیل حسب ذیل ہے۔

گوالیار

اس سلسلۂ تصوف کا سب سے اہم مقام گوالیار تھا۔ یہاں ابتدائی طور پر شیخ محمد غوث گوالیاریؒ نے بذات خود اس سلسلۂ تصوف کی ترویج و اشاعت کی اور ان کی زندگی ہی میں ان کے مریدوں کا ایک وسیع حلقہ وہاں موجود تھا۔ ان کا مدفن بھی گوالیار ہے۔ ان کے فرزند اور جانشین شیخ عبداللہؒ المعروف بہ شیخ بڈھا نے جنھوں نے جانشینی اور سجادگی کے فرائض نہایت اعلیٰ طریقے سے انجام دیے۔ شیخ مبارک عالمؒ جو بانگر مئو کے اطراف کے رہنے والے تھے، وہ بھی یہیں رہتے تھے۔ جامع علوم تھے۔ اور ظاہری و باطنی صفائی بھی رکھتے تھے۔ انھوں کے کم و بیش چالیس اصحاب خانقاہ کو کتابی علوم کا درس دیا۔[۴۹] شیخ بدیع الدین جیلانی سمرقندیؒ جو غوث الاولیاء کے بزرگ خلفا میں سے تھے وہ بھی گوالیار میں قیام پذیر تھے۔ انھوں نے کلید مخازن اور کنز الوحدۃ (شاہ محمد غوثؒ کی تصنیفات) پر عمدہ حاشیے لکھے اور تعلیقات سپرد قلم ہیں[۵۰]۔ مولانا عبدالحی کہتے ہیں کہ یہ مزے کی بات ہے کہ شیخ محمد غوثؒ رہنے والے والے گوالیار کے مگر نواح آگرہ و دہلی میں لوگ ان کے فضل و کمال سے ناآشنا، گجرات اور دکن کے علما و مشائخ نے ان کو سر آنکھوں پر جگہ دی[۵۱]۔

آگرہ

دارالسلطنت آگرہ میں شیخ نورالدین ضیاءاللہ نے اپنے پدر بزرگوار کی جگہ سنبھالی اور سلسلۂ شطاریہ کی ترویج کو یہاں پھیلایا۔ شاہ محمد غوثؒ کے ایک مرید شیخ عبداللہ صوفیؒ بھی آگرہ ہی موجود تھے۔ روشن ضمیر پیر سے کامل طور پر عرفانی اور وجدانی مقامات حاصل کیے تھے[۵۲] اور اس سلسلۂ تصوف کو آگرہ اور اس کے نواح میں فروغ دینے کے لیے کارہائے نمایاں انجام دیے تھے۔

۴۹ھ محمد غوثی شطاری۔ اذکار ابرار (اردو)، ص ۲۸۸

۵۰ھ ایضاً، ص ۲۸۹ ۵۱ھ عبدالحی۔ یاد ایام۔ مطبوعہ علی گڑھ ۱۹۱۹ء، ص ۵۷

۵۲ھ محمد غوثی شطاری۔ اذکار ابرار (اردو) ص ۲۸۹

برہان پور

برہان پور (خاندیس) میں بھی اس سلسلے کو بہت فروغ حاصل ہوا۔ اس گرد و نواح میں بھی اس سلسلے کی تعلیمات اور اس سے متعلق بزرگوں نے بہت شہرت و مقبولیت حاصل کی۔ یہاں بہت سے نامور بزرگان سلسلہ نے اس کی ترویج و اشاعت کا کام سرانجام دیا۔ ان میں ایک شیخ اکمل الدین برہان تھے۔ ان کے پدر بزرگوار کے ظاہری مصنوعی فرزند اور بھی تھے، لیکن بیٹے نے سب سے زیادہ کام کیا۔ آخر عمر میں ان پر بالکل استغراق کی حالت طاری ہو گئی تھی اور ان کی زبان میں مواجرانہ کلام اور تقریر کے سوا کوئی گویائی باقی نہیں رہتی تھی[۵۳]۔ شیخ لشکر محمد عارفؒ نے بھی یہاں سلسلۂ ہدایت جاری کر رکھا تھا۔ اس سلسلے کے ایک اور بزرگ قاضی سراج محمد بنیانیؒ بھی یہیں تھے۔ شیخ نظام گنجویؒ کی ایک کتاب "مخزن اسرار" ہے۔ اس کی مشکل عبارتوں اور مضامین کا انہی نے حل کر کے اہل جہان کو فیض پہنچایا ہے[۵۴]۔

بڑودہ

محمد غوثی نے اس کو بڑودہ لکھا ہے۔ اس شہر میں سلسلۂ شطاریہ کو کافی فروغ حاصل ہوا اور بزرگوں نے اس کی تعلیمات کو اپنایا۔ بڑودہ (گجرات) میں شیخ صدرالدین محمد ذاکرؒ تھے۔ شیخ حبیب شطاری بھی اس شہر میں رہتے تھے۔ وہ اس شہر میں سلوک کے اندر اپنے مریدوں کو تیز روی تعلیم کرتے تھے[۵۵]۔ ان ہی بزرگوں کی محنت اور کوششوں کا ثمر اس شہر میں اس سلسلے کا فروغ تھا۔

احمد آباد

احمد آباد (گجرات) میں اس سلسلے کو خصوصی طور پر فروغ ہوا۔ اس کی سب سے بڑی وجہ تو شیخ وجیہہ الدین گجراتیؒ کی ذات گرامی تھی۔ ہر طرف ان کے علم و فضل کے چرچے تھے۔ ان کے شیخ محمد غوثؒ کی بیعت کے واقعہ نے اس سلسلے میں اہم کردار ادا کیا اور ان کی بیعت ہی اس

---

۵۳ محمد غوثی شطاری۔ اذکار ابرار (اردو)، ص ۲۸۹

۵۴ ایضاً۔ ۵۵ ایضاً

سلسلے کی سچائی اور حقیقت کی دلیل بن گئی اور خواص وعوام نے جوق در جوق ان کے تتبع میں اس سلسلے کی ارادت کو قبول کیا۔ شیخ محمد غوثؒ کی وفات کے بعد شیخ وجیہہ الدینؒ اسی شہر میں مقیم رہے اور اُنھوں نے یہاں رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رکھا۔ شیخ محمد غوثؒ کے دو فرزند شیخ اویسؒ اور شیخ اسماعیلؒ بھی یہیں مقیم تھے۔ ان کے نانا سلامتی سادات میں سے تھے اور میر ابوتراب کے عم مکرم تھے۔ شیخ اویسؒ اوراد دعوات اذکار، اشغال اور جواہر خمسہ کے رموز اور علوم تصوف کے ماہر تھے، جب کہ شیخ اسماعیلؒ مشائخ طریقت کے عادات اور صفات سے ظاہر اور باطن دونوں میں آراستہ تھے[۵۶] احمد آباد ہی میں شیخ محمد غوثؒ کے ایک اور خلیفہ شیخ علی شیر بنگالیؒ تھے۔ ان کی علمی حیثیت بھی مسلم تھی۔ ان کی کوششوں اور تعلیمات سے بھی یہاں اس سلسلے کو بہت فروغ حاصل ہوا۔ وہ بہت سے اکثر علوم میں دست رس رکھتے تھے، بالخصوص علم ہیئت، نجوم، حکمت اور ہندسہ بہت اچھی طرح جانتے تھے اور مسائل کی گہرائی تک پہنچتے تھے۔ اُنہوں نے "جام جہان نما" کی ایک مفید اور مبسوط شرح کو اس کو شراب معرفت سے لبالب کیا۔ سوانح امام احمد غزالی پر بھی شیخ محمد غوثؒ کے حکم کے بموجب ایک محققانہ شرح لکھی تھی۔ مولانا عبدالحی لکھتے ہیں کہ علامہ وجیہہ الدینؒ، شیخ صدرالدین ذاکرؒ، شیخ پیر محمدؒ، شیخ لشکر محمد عارفؒ، شیخ علی شیرؒ اور بہت سے بزرگان گجرات نے اس سلسلے کو حاصل کیا اور گجرات و دکن میں یہ سلسلہ ایسا پھیلا کہ اور سلسلے اس کے سامنے فنا ہو گئے[۵۷]

سنبھل

سنبھل میں بھی اس سلسلے کو بہت فروغ حاصل ہوا اور لوگوں نے اس سلسلۂ تصوف کے ذریعے سلوک کی تعلیم حاصل کی۔ یہاں شیخ محمد عاشقؒ طالبان حق کا کام انجام دیتے تھے۔

اجمیر

اجمیر میں بھی یہ سلسلہ پہنچا تھا۔ یہاں جو بزرگ لوگوں کو اس سلسلے کی طرف راغب کرتے

---

۵۶ ایضاً

۵۷ مولانا عبدالحیٰ۔ یاد ایام۔ ص ۵۷

وہ مولانا عبدالفتاح ناگوریؒ تھے۔

سرہند

سرہند میں بھی یہ سلسلہ پہنچا اور مقبول ہوا۔ یہاں شیخ محمد جمالیؒ نے اس سلسلے کی مسند سنبھال رکھی تھی، اور وہ سلسلۂ شطاریہ کی تعلیمات کے فروغ کے ساتھ ساتھ دین کی اور بہت سی خدمات سرانجام دیتے تھے۔

کالپی

یہاں بھی اس سلسلے کا چرچا تھا اور لوگوں نے اس سلسلۂ تصوف کو اپنایا اور اس پر عمل پیرا ہوئے۔ شیخ جلال واصلؒ یہاں کے سالکین کی رہنمائی کرتے تھے۔

بدولی

اس شہر میں بھی سلسلۂ شطاریہ کافی مقبول ہوا۔ یہاں اس سلسلے کے بزرگ شیخ جیوا عبدالحئیؒ نے اس کی تبلیغ کا فریضہ انجام دیا۔ یہ بزرگ ایک مدت تک گوالیار میں بھی رہ چکے تھے۔[۵۸]

بیجاپور

دکن میں یہ سلسلہ بیجاپور شہر میں پہنچ چکا تھا اور مخلوق خدا اس سے فیض یاب ہو رہی تھی۔ لوگوں کی ایک بڑی تعداد نے شیخ شمس الدین شیرازیؒ اس کی تعلیمات حاصل کیں یہ بزرگ بیجاپور میں طالبان حق کو سلوک کی تعلیم دیتے تھے۔

اجین

اجین مالوہ کا وہ شہر ہے جہاں ابتدا ہی میں اس سلسلے کو بہت فروغ حاصل ہوا اور یہاں اس تصوف نے بڑی مقبولیت حاصل کی۔ یہاں اس سلسلے کو پھیلانے اور لوگوں میں اس کی تعلیم کو عام کرنے میں شیخ احمد متوکّل اور شیخ عالم نے کارہائے نمایاں انجام دیے۔

سارنگ پور

یہ مالوہ کا مشہور شہر ہے۔ یہاں بھی اس سلسلے کی خوب اشاعت ہوئی۔ سالکین نے

---

۵۸ محمد غوثی شطاری۔ گلزار ابرار (اردو)۔ ص ۲۹۰

اس سلسلے کی تعلیمات سے بھرپور فائدہ اُٹھایا۔ یہاں ابتدائی طور پر شیخ ابوالفتح ہدایت اللہ سرمست کے خلیفہ شیخ ظہور حاجی حمید الدین حضورؒ نے سلسلہ شطاریہ کی تبلیغ کی۔ ان کی محنت اور کاوش کے سبب یہاں یہ سلسلہ متعارف ہوا۔ موصوف کا مدفن بھی سارنگ پور ہی میں ہے۔ یہاں پر اس سلسلے کے دوسرے بزرگ شیخ عمرؒ تھے۔ جنھیں علوم و عرفان، طریقت اور توحید کی کان سمجھا جاتا تھا[۵۹] وہ اپنے وقت کے بہت بڑے مرشد اور استاد تھے۔ جنھوں نے اس سلسلے کے یہاں فروغ میں نمایاں کردار ادا کیا۔

حجاز مقدس

سلسلہ شطاریہ سرزمین حجاز تک پہنچا تھا۔ اور وہاں اس سلسلے نے کافی مقبولیت حاصل کی۔ بھروچ کے رہنے والے ایک بزرگ سیّد صبغتہ اللہ بھروچیؒ جو کہ شیخ وجیہہ الدینؒ کے شاگرد تھے اور سلسلۂ شطاریہ میں بیعت تھے، اُنھوں نے ابتداء میں بھروچ اور کچھ عرصے تک احمد نگر اور بیجاپور میں علوم و فنون کی اشاعت کی۔ وہاں سے وہ حجاز مقدس پہنچے اور مدینہ منورہ کے قریب جبل اُحد پر قیام فرمایا۔ اُنھوں نے حج و زیارت سے فراغت کے بعد مستقل طور پر یہاں سکونت اختیار کر لی۔ وہاں ایک خانقاہ تعمیر کی اور تصنیف و تالیف اور ارشاد و ہدایت کا سلسلہ جاری کیا۔ اُنھوں نے شیخ محمد غوث کی کتاب جواہر خمسہ کا عربی زبان میں ترجمہ کیا جس پر ان کے ایک شاگرد شیخ احمد شناوی نے حاشیہ لکھا۔ جن لوگوں نے سلسلۂ شطاریہ میں ان سے بیعت کی اور اس سلسلے کو حجاز میں پھیلایا، ان میں شیخ احمد شناوی کے علاوہ مدینہ منورہ کے سیّد میر اور سید اسعد بلخی بھی تھے[۶۰] اُنھوں نے عربی میں مسائل تصوف پر کئی قابل قدر کتابیں بھی تحریر کیں۔ گلزار ابرار میں لکھا ہے کہ آپ کی شہرت سنکر سلطان روم نے آپ کو روم آنے کی دعوت دی مگر سید صبغت اللہؒ نے وہاں جانے سے انکار کر دیا اور سلطان کی متعدد بار منت و سماجت کے باوجود اس کی دعوت قبول نہیں کی اور بقیہ عمر توکل اور تسلیم میں گزار دی[۶۱]

۵۹ھ گلزار ابرار ص ۲۹۰

۶۰ھ شیخ محمد اکرم - رود کوثر - ص ۳۹۴ ۶۱ھ محمد غوثی شطاری - گلزار ابرار - ص ۵۸۸

مولانا عبدالحی لکھتے ہیں کہ شیخ احمد بن عبدالقدوس اشناوی[۶۲] ابوبکر بن قمود لنفسی[۶۳]
محمد بن عمر محمد الحضرمی اور شیخ عبدالعظیم المکی جیسے نامور لوگ ان کے تفسیر بیضاوی شاگرد ہوئے۔ انھوں
نے تفسیر بیضاوی پر حاشیہ لکھا۔ جو بلاد روم تک پہنچا اور علما نے اس کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ اس کے
علاوہ ان کی اور بھی تصنیفات ہیں جو علمائے عرب نے اس کی فرمائش پر لکھی گئیں۔ محمد بن فضل اللہ
محبی نے "خلاصۃ الاثر فی اعیان القرآن الحادی عشر" میں ان کا مبسوط ترجمہ لکھا ہے اور شیخ
نجم الدین غزی نے "لطف الثمر و قطف الثمر" میں ان کی بڑی مدح و ثنا کی ہے[۶۴]

انڈونیشیا

اس وقت سماٹرا میں بھی وحدت الوجود کے مسئلے پر اسی طرح بحثیں ہو رہی تھیں۔
جس طرح کہ ہندوستان میں ہو رہی تھیں، بلکہ ہندوستان کی بحثیں مدینہ منورہ کے راستے وہاں
پہنچی تھیں۔ سماٹرا کے قدیم اہل قلم (مثلاً حمزہ) وحدت الوجود کے سلسلے میں ابن العربی اور عبدالکریم
جیلی سے متاثر تھے۔ نورالدین راندیری اس نقطۂ نظر کے سخت مخالف تھے[۶۵] یہاں کے ایک عالم
عبدالرؤف تھے جو دو سال تک حجاز میں مقیم رہے اور شطاری سلسلے میں منسلک ہو گئے تھے،
مولانا وجیہہ الدین کی طرح میانہ روی ان کا شیوہ تھا۔ ان کے استاد دو ہندوستانی عالم تھے۔ مولانا
احمد قشاشی (متوفی ۱۶۶۰ء) اور ان کے جانشین ملا ابراہیم القرانی (متوفی ۱۶۹۷ء)۔ مؤخرالذکر نے
عبدالرؤف کو شطاری سلسلے میں مرید کرنے کی اجازت دی۔ چنانچہ عبدالرؤف نے جزائر شرق میں
یہ سلسلہ جاری کیا اور جلد ہی جاوا میں لوگ بکثرت اس سلسلے سے وابستہ ہو گئے[۶۶]

شاہ ولی اللہ اپنی کتاب "الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ" میں لکھتے ہیں کہ انھوں نے
جواہر خمسہ کی اجازت اپنے استاد شیخ ابوطاہر کردی سے حاصل کی تھی جن کے والد نے یہ اجازت شیخ
احمد شناوی کے خلیفہ شیخ احمد قشاشی سے حاصل کی تھی۔ یہاں پر یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ شاہ

---

۶۲ شیخ محمد اکرام نے ان کا نام شیخ احمد بن عبدالقدوس شناوی لکھا ہے۔ رود ۔ کوثر ص ۳۹۵
۶۳ ان کا نام شیخ محمد اکرام نے ابوبکر بن تعوا لنفسی لکھا ہے۔ رود کوثر ص ۳۹۵
۶۴ عبدالحی ۔ یادِ ایام ۔ ص ۶۸ ۔ ۶۷
۶۵ شیخ محمد اکرام ۔ رود کوثر ۔ ص ۳۹۸ ۶۶ ایضاً

شاہ ولی اللہ نے سفر حج کے دوران لاہور میں قیام فرمایا تھا اور میاں حاجی شیخ محمد سعید لاہوری سے بھی طریقۂ شطاریہ میں دعائے سیفی اور اعمال جواہر خمسہ کی اجازت لی تھی۔ ان کی تصنیف سے پتہ چلتا ہے کہ شیخ احمد قشاشی، جن کے فیض یافتہ انڈونیشیا میں تھے، شیخ صبغت اللہ بھروچی کے مرید المرید تھے۔ اور ان سے شیخ ابراہیم کروی نے شطاریہ طریقہ اخذ کیا۔ یہ شیخ ابراہیم شاہ ولی اللہ کے استاد شیخ ابوطاہر الکردی المدنی کے والد اور مرشد تھے۔ اور شاہ ولی اللہ نے بھی اپنے استاد سے یہ طریقہ اخذ کیا تھا۔[67]

سلسلۂ شطاریہ ہی کے ایک بزرگ شیخ محمد بن فضل اللہ برہان پوری تھے۔ ان کی ایک تصنیف "التحفۃ المرسلہ الی النبی" بہت مقبول ہوئی اور اس کتاب نے بہت شہرت پائی۔ اس کی کم از کم تین شرحیں لکھی گئیں اور انڈونیشیا میں اس کا بہت چرچا تھا۔ ملایائی زبان کے ایک اہلِ قلم نورالدین رانیری (راندیری) نے اس کا ترجمہ ملایائی میں کیا۔[68] رانیری ہندی النسل تھا لیکن وہ جزائر شرقی میں سکونت اختیار کر چکا تھا اور اس نے کثرت سے ملایائی زبان میں کتابیں تصنیف کیں۔[69] اس کی تاریخ وفات معلوم نہیں ہوسکی تاہم اس کی کتابوں کا زمانۂ تصنیف ۱۶۲۸ء سے شروع ہوتا ہے۔[70]

صاحب گلزار ابرار رقم طراز ہیں کہ عراق، عرب، عجم، ایران اور توران میں اس سلسلے کو بہت فروغ حاصل ہوا۔ غوثی کے مطابق ۹۲۰ ہجری سے کچھ بعد میں اس گروہ کے ایک سربرآوردہ بزرگ محمد صادق نے ماوراالنہر کے شہروں میں اس کا علم نصب کیا اور پھر وہ اس نواح میں تمام مشائخ اور فضلاء کے قبلہ گاہ بن گئے تھے۔ تمام ذی استعداد معتقدین ان کی ملازمت سے ولایت اور کمال حاصل کرتے تھے۔[71] یہ ہے مختصر تذکرہ اس سلسلۂ تصوف کا جو نویں صدی کے خاتمے پر ایران

---

[67] شاہ ولی اللہ۔ الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ (اردو) ص ۱۵۷

[68] عبدالحی نے یاد ایام "میں غالباً ان ہی کی تصنیف رحیق المحمدیہ فی طریقۃ الصوفیہ" کا ذکر کیا ہے

[69] شیخ محمد اکرم۔ رودِ کوثر۔ ص ۳۹۷ [70] شیخ محمد اکرم۔ رود کوثر۔ ص ۳۹۷

[71] محمد غوثی شطاری۔ گلزار ابرار (اردو)۔ ص ۲۸۵

سے ہندوستان میں شاہ عبداللہ شطاریؒ کے ذریعے سے متعارف ہوا اور جلد ہی اُس نے ایک عالمگیر سلسلۂ تصوف کی شکل حاصل کرلی۔ اس سلسلے سے شاہ وگدا سب وابستہ اور منسلک ہوئے اور اس سلسلے کے بزرگوں نے بہت سی کتابیں تصنیف کیں اور اپنی تعلیمات کو پھیلایا۔

شجرۂ خلافت طریقۂ شطاریہ

جیسا کہ ابتداء میں عرض کیا جاچکا ہے کہ شاہ عبداللہ شطاریؒ پہلے بزرگ تھے۔ جن کے ذریعے سے یہ سلسلۂ تصوف ایران وتوران سے ہندوستان آیا۔ شیخ موصوف پانچ واسطوں سے شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کی اولاد ہیں اور سات واسطوں سے وہ حضرت بایزید بسطامیؒ سے بیعت تھے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی، شیخ عبداللہؒ کے رسالہ شطاریہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ اُنھوں نے رسالے کے آغاز میں شیخ شہاب الدین سہروردیؒ تک نسب بھی درج کیا ہے اور بقول ان کے شیخ نجم الدین کبریٰ تک پانچ واسطوں سے اُن کا سلسلۂ ارادت پہنچتا ہے[۴۷]۔ ان کی ایک اور مشہور تصنیف لطائف غیبیہ ہے۔ اس میں سلسلہ شطاریہ کی وجہ تسمیہ کے بارے میں لکھا گیا اور اس سلسلے کے اذکار واشغال کا ذکر کیا گیا ہے نیز اس میں توحید الٰہی اور طریقت وحقیقت کے بارے میں بحث کی گئی ہے۔ اسی رسالے میں آپ نے شیخ نجم الدین کبریٰ تک اپنی ارادت کا ذکر بھی کیا ہے اور بتایا ہے کہ کس طرح ان کا سلسلۂ ارادت شیخ نجم الدین کبریٰ تک پہنچا ہے۔ ایک عرصے تک شیخ مظفر کہلانی خلوتی سے انسلاک رکھا اور ان سے نفی و اثبات کا ذکر اور اس کا تصور یاد کیا۔ یہ طریقہ شیخ مظفر کو "شیخ ابراہیم عشق آبادی سے، ان کو سید نظام الدین حسین سے، ان کو شیخ محمد خلوتی سے اور ان کو شیخ نجم الدین کبریٰ سے حاصل ہوا تھا[۴۸]" تاریخ تصوف میں مذکور ہے۔ شطاریہ ۶۲۳ھ امام الطریقہ شیخ عبداللہ شطاریؒ ۶۲۴ھ عن شیخ محمد عارفؒ عن شیخ محمد عاشقؒ عن شیخ خدا قلی ماوراء النہریؒ عن خواجہ بایزید بسطامیؒ۔

دوسرا شجرہ امام الطریقہ شیخ عبداللہ شطاریؒ عن شیخ منصور بسطامیؒ عن خواجہ جنید بغدادیؒ۔ یہ سلسلہ غالباً سلسلہ غالباً سلسلۂ اویسیہ سے ہو گا، کیونکہ خواجہ جنیدؒ اور شیخ عبداللہؒ کے

۴۷۔ عبدالحق محدث دہلوی۔ اخبار الاخیار (اردو)، ص ۳۱۳

۴۸۔ محمد غوثی شطاری۔ گلزار ابرار (اردو)، ص ۱۶۲

کے درمیان ایک واسطہ ہے اور زمانہ ساڑھے تین صدی کا ہے۔ اس عرصے میں ایک واسطہ ممکن نہیں ہے۔[۷۴]

لیکن اس سلسلۂ تصوف کے بارے میں جو مکمل شجرہ خلافت مستند اور درست مانا جا سکتا ہے وہ شیخ محمد غوث گوالیاری رحؒ نے اپنی تصنیف "اوراد غوثیہ" میں تحریر کیا ہے۔ محمد مسعود احمد لکھتے ہیں کہ شاہ محمد غوث رحؒ نے "اوراد غوثیہ" (۹۴۹ھ/۱۵۴۲ء) میں مختلف سلاسل کے شجرہائے خلافت تحریر کیے ہیں۔ اس کے مطابق سلسلہ شطاریہ کا شجرۂ خلافت یہ ہے۔ شیخ محمد غوث عن ظہور حاجی حمید حضور عن شاہ ابوالفتح ہدایت اللہ عن شیخ قاضن عن شیخ عبداللہ عن شیخ محمد عارف عن شیخ محمد عاشق عن شیخ خدا قلی ماوراء النہری عن شیخ ابوالحسن خرقانی عن ابوالمظفر مولانا ترک طوسی عن شیخ اعز عشقی عن خواجہ محمد مغربی عن بایزید بسطامی عن امام جعفر عن امام محمد باقر عن امام زین العابدین عن حسین، عن علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم عن رسالت پناہی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم[۷۵]

شاہ ولی اللہ نے اس سلسلۂ تصوف کا جو شجرہ خلافت تحریر کیا ہے وہ کچھ یوں ہے۔
الشیخ محمد غوث صاحب الجواہر الخمسہ و ناشر الطریقہ الشطاریہ اخذہا عن شیخ ظہور عن الشیخ ہدایت اللہ سرمست عن الشیخ محمد عاشق عن الشیخ محمد قاضی عن الشیخ عبداللہ شطاری رحؒ عن الشیخ خدا قلی الماوراء النہری عن ابی الحسن الخرقانی عن ابی المظفر ترک الطوسی عن الشیخ ابی یزید المشقی عن الشیخ محمد المغربی تلقن عن روحانیہ الشیخ بایزید البسطامی تلقن عن روحانیۃ سیدنا الامام جعفر الصادق[۷۶]

۷۴۔ عبدالصمد صارم الازہری۔ تاریخ تصوف۔ ص ۱۱۲ - ۱۱۱

۷۵۔ محمد مسعود احمد۔ شاہ محمد غوث گوالیاری رحؒ (ضمیمہ)، ص ۱۵۶

۷۶۔ شاہ ولی اللہ دہلوی۔ الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ (اردو) ص ۱۵۷